www.novelsclubb.com
آہنگِ خوابیدہ
از عریضہ بتول
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

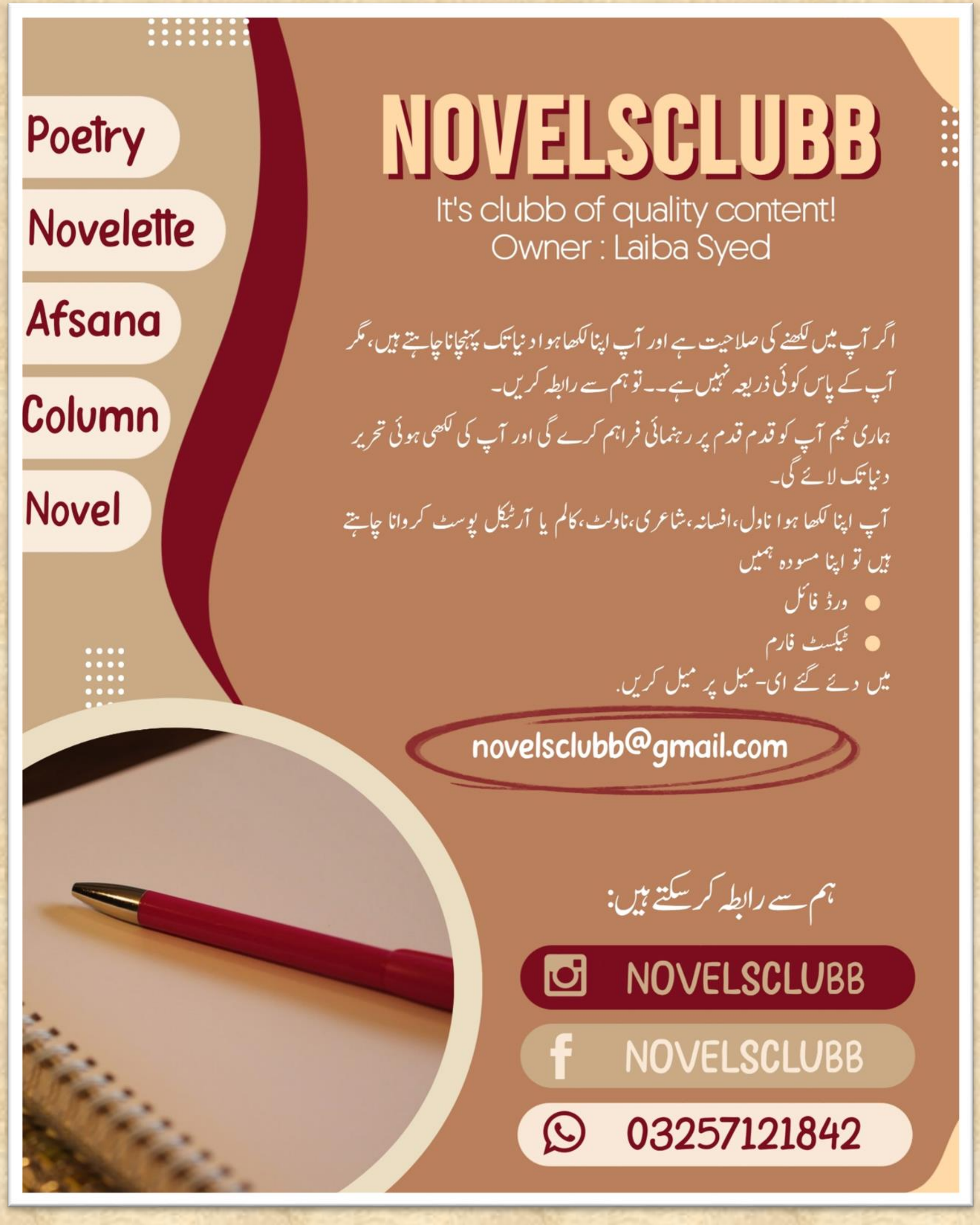

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

آہنگِ خوابیدہ
از قلم
عریضہ بتول

ناول "آہنگِ خوابیدہ" کے تمام جملہ حق لکھاری "عریضہ بتول" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

"آہنگِ خوابیدہ"

از قلم عرئضہ بتول

کہانی خواہشات کی دھن کی، جو انسان کو آسائشوں اور خواہشات کی جستجو میں نیکی اور بدی (
) بھلا دیتی ہے

یہاں ایک پیلا جنگل تھا جہاں دو راستے جدا ہو گئے
اور افسوس کہ میں دونوں پر سفر نہ کر سکا
ایک مسافر بن کر، میں طویل عرصے تک کھڑا رہا
،اور ایک راستے کو جتنا دور ہو سکے دیکھا
،جہاں وہ جھاڑیوں میں مڑتا تھا
،پھر میں نے دوسرے راستے کو اختیار کیا، جو اتنا ہی خوبصورت تھا
،اور شاید بہتر دعویٰ رکھتا تھا
کیونکہ یہ گھاس دار تھا اور کم استعمال ہوا تھا؛

Clubb of Quality Content

،حالانکہ حقیقت میں دونوں راستے تقریباً ایک جیسے تھے

،اور دونوں اس صبح یکساں تھے

،پتوں میں جس پر کوئی قدم نہیں آیا تھا

!اوہ، میں نے پہلے راستے کو دوسرے دن کے لئے بچالیا

،پھر بھی، یہ جانتے ہوئے کہ ایک راستہ دوسرے راستے کی طرف جاتا ہے

!میں نے شک کیا کہ آیا میں کبھی واپس آسکوں گا

میں یہ ایک آہ کے ساتھ بتارہا ہوں

:کہ کئی صدیوں بعد

دو راستے جنگل میں جدا ہو گئے، اور میں؟

،میں نے کم سفر شدہ راستہ اختیار کیا

اور یہیں سب کچھ بدل گیا۔

~Robert Frost~

بب ببب با۔۔ بابابابا پلیز واپس آجائیں ناپلیز بابا رحم کریں نا مجھ پر مر رہی ہے، تڑپ" رہی ہے آپ کی بیٹی، بہت تکلیف ہو رہی ہے، پلیز سمجھنے کی کوشش کریں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

،پلیز آجائیں، نہیں ہو رہا برداشت بہت کوشش کر رہی ہے آپ کی بیٹی پر نہیں ہو رہا بابا پلیز آجائیں پلیز! اللہ تعالیٰ! رحم کریں مجھ پر، بابا کو بھیج دیں کیوں لے لیا آپ نے بابا کو؟ کیوں کیا ایسا؟؟ کتنا روئی تھی میں، کتنا گڑگڑائی تھی کہ میرے بابا کو مجھے دے دیں پھر کیوں نہیں سنی میری دعا کیوں ں ں۔۔۔؟؟؟اب تھک چکی ہوں نہیں ہو رہا "ہے برداشت نہیں ہو رہا ہے کیا کروں۔۔۔۔

اندھیرے کمرے میں بستر کے ساتھ لگی نیچے زمین پر بِچھے دبیز قالین پر بیٹھی وہ شدت سے رو رہی تھی۔۔ حَسین پر سرد گہری کالی آنکھیں شدتِ گریا سے سرخ ہو رہی تھی نازک سے ہونٹ التجاء کرتے کرتے سُوکھ چکے تھے اور گالوں پر بہتے بے شمار آنسوں اس کی تکلیف کو واضح کر رہے تھے لمبے کالے سیاہ بال کمر پر آبشار کی طرح بکھرے ہوئے تھے

۔۔۔

بابا آجائیں نا۔۔ بہت درد ہو رہا ہے دِل پھٹ جائیگا آپ تو مجھے رونے سے منع کرتے تھے کبھی مجھے روتا نہیں دیکھ پاتے تھے پِھر اب کیوں نہیں آ رہے ہے؟

نیم غنودگی میں سر کو گھٹنوں پر رکھے وہ نیند میں جاتے جاتے نے کیا کیا کہہ رہی تھی۔۔۔

لیکن اسے کون سمجھائے کے مٹی کے اندر سوئے اس انسان کا آنا اب ناممکن تھا، وہ انسان جو اِس کے ذرا سے درد پر تڑپ اٹھتا تھا، اِس کی آنکھوں میں آنسو تک نہیں دیکھ سکتا تھا وہ اب چاہ

کر بھی اِس کے آنسو نہیں پوچھ سکتا تھا، چاہ کر بھی اِس کے پاس نہیں آ سکتا تھا وہ شخص برسوں پہلے خاک نشیں ہو گیا تھا۔۔۔ کبھی نہیں چاہ کر بھی نہیں۔۔۔روتے روتے وہ وہیں زمین پر سو گئی تھی۔۔۔

صبح کا سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا روز کی طرح ابھی وہ شاور لیکر نکلی تھی رات رونے کے سبب آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں۔۔ آئینے کے سامنے کھڑی ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھا کر پہنتی وہ اپنے کمرے میں پھیلی اُداسی کا ہی حصہ معلوم ہو رہی تھی، گیلے بالوں کو سکھانے کے بعد ڈھیلے سے جوڑے میں قید کیا۔۔اپنی سب ضروری فائلز اپنے فولڈر میں رکھ رہی تھی کہ جب موبائل پر آتی کال نے اس کا دھیان اپنی طرف مبذول کیا۔۔

"!!ٹررر ٹررر"

"!اسلام علیکم میم"

"وعلیکم السلام! جی خلیل صاحب؟؟"

وہ میم مسسز افروز کو دوپہر میں ارجنٹ کہیں جانا ہے تو وہ ریکوئسٹ کر رہی ہیں کہ آج" "دوپہر کی میٹنگ جو اُن کے ساتھ تھی وہ ابھی صبح کر لی جائے اگر پاسیبل ہو؟

"اوکے! پھر ابھی 10 بجے کی میٹنگ فکس کر دیں میرے آفس میں۔"

"!اوکے میم"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دوپٹے کو حجاب اسٹائل میں لیا اور چادر کو بازوؤں پر پھیلایا تھا، مکمل شرعی پردہ تو نہیں کرتی تھی پر ہاں جب بھی گھر سے نکلتی یا آفس جاتی تھی تو سادہ سا حجاب ضرور لیا کرتی تھی جس سے اس کی شخصیت کچھ اور پُر وقار ہو جاتی تھی اور اس پر تو حجاب لگتا بھی بہت پیارا تھا ہمیشہ کی طرح پلین لمبی قمیض اور ٹراؤزر میں وہ بہت پر وقار اور حَسین لگ رہی تھی وہ بہت ہی کوئی ،دودھ سی رنگت کی مالک نہیں تھی پر بلا کی کشش ضرور تھی، سانولا رنگ گہری سیاہ آنکھیں اور سرخی مائل ہونٹ۔۔

وہ اپنے سانولے رنگ میں بلا کی حسین لگتی تھی دیکھنے والے کو پہلی نظر میں اسیر کرنے کی سی کشش تھی۔۔۔چادر بازوؤں پر پھیلاتی، فائل اور بیگ اٹھا کر اپنے کمرے سے نکلتی نیچے کی طرف چل دی، اس کا ارادہ سیدھا آفس کے لیے نکلنے کا تھا ابھی وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس سے گزر ہی رہی تھی کہ کسی آواز نے اسے روکا۔۔۔

عکس !! رکو بیٹا کہاں جا رہی ہو؟ پہلے ناشتہ کرو شاباش ۔۔"یہ زینب بیگم تھیں جن کی" عکس میں جان بستی تھی۔۔۔

نہیں ماما بالکل ٹائم نہیں ہے ابھی بہت لیٹ ہو رہی ہوں پلیز میں آفس میں ہی" کچھ کھا لوں گی، اللہ حافظ۔۔"میز پر بیٹھی شخصیت پر ایک نظر ڈال کر وہ سہولت سے انکار کر گئی۔۔

"کوئی نہیں بیٹھو 10 منٹ لگے گے بس۔۔۔"

" I'm getting late پلیز ماما"

یہ کہتی وہ ابھی نکلنے ہی والی تھی کے پیچھے سے آتی آواز پر رک گئی۔۔۔

رک جائیں بیٹے ہمیں بھی اپنی بیٹی کے ساتھ ناشتہ کرنا ہے کافی دنوں سے ہماری بیٹی ٹیبل پر" آہی نہیں رہی آج تو ہم اپنی جان کے ساتھ ہی ناشتہ کرینگے۔۔"یہ احتیشام صاحب تھے۔۔

پیچھے سے آکراِس کے سر پر پیار کرتے اب بیٹھنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

پر رر بڑے پاپا لیٹ ہو رہی ہوں۔۔"عکس نے چہرہ جھکا کر کہا کیوں کے اسے پتہ تھا بھی" آگے سے کیا جواب آئیگا۔۔۔

بیٹے آپکا اپنا آفس ہے ذرا دیر سے چلی جائیں گی تو کچھ نہیں ہو گا، چلیں جلدی سے ناشتہ " "کریں۔۔

احتشام صاحب کو وہ زیادہ منع نہیں کر سکتی تھی جیسے ان کی جان اِس میں بستی تھی تو ویسے ہی وہ بھی اپنی ماما اور بڑے پاپا پر جان چھڑکتی تھی وہ ان کے لیے ان کی بہادر بیٹی تھی۔۔

ابھی احتشام صاحب کے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے ہی والی تھی کہ کسی نے پیچھے سے آکر اچانک کرسی جھپٹنے کے سے انداز میں کھینچی اور اس پر بیٹھ گئی۔۔

احتشام صاحب اور زینب بیگم کو بہت غصہ آیا پر عکس نے مسکرا کر اُنہیں کچھ بھی کہنے سے روک دیا اور خاموشی سے زینب بیگم کے برابر میں آ کر بیٹھ گئی۔۔

اتنے میں باقی سب بھی ناشتے کے لیے آ کر اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ چکے تھے سر براہی کرسی خالی تھی کیوں کے آج آغا جان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو وہ ناشتے پر نہیں آئے تھے سیدھے ہاتھ کی پہلی کرسی پر احتشام صاحب بیٹھے تھے اور ان کے برابر میں زینب بیگم جب کہ ،سامنے والی الٹے ہاتھ کی پہلی کرسی پر سمایا بیٹھی تھی جو کہ کبھی ذیشان صاحب کی ہوا کرتی تھی ذیشان صاحب کے بعد سے وہاں عکس ہی بیٹھا کرتی تھی۔۔اِس کرسی کو دیکھ کر عکس کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزرا جسے کمال مہارت سے اس نے چھپا لیا تھا۔۔جو کسی نے نہیں دیکھا تھا پر دو لوگ تھے جن کی نظروں سے اس کی یہ تکلیف چھپی نہیں تھی اور وہ تھے زینب بیگم اور احتشام صاحب۔۔۔

باقی سب بھی اپنی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ چکے تھے، بڑی ماما بہت بھوک لگی ہے جلدی سے ناشتہ دے دیں مجھے یا بس عکس آپی کو ہی دے گی، مسکراہٹ چہرے پر سجائے اپنی بڑی بڑی سرمئی آنکھوں کو گول گول گھما کر عکس کو دیکھتی بولتے ہوئے عکس کے برابر میں بیٹھی۔۔

یہ تھی 17 سالہ عینا، حسان صاحب کی چھوٹی بیٹی جس کی دُنیا اپنی عکس آپی سے شروع اور انہی پر ختم ہوتی تھی، یہ چلبلی، پیاری چھوٹی سی لڑکی گھر بھر کی رونق تھی۔۔۔

دودھیا رنگت نازک سا کھڑا نقشہ، سرمئی پیاری سی آنکھیں، لیکن ساتھ ہی حد سے زیادہ ضدی اور چلبلی۔۔

ہاں جیسے تم مجھے سکون سے کھانے دو گی نا۔۔"عکس نے جواباً آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا"
۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اچھا چلو بس لو ناشتہ کرو جلدی سے اور آپی کو تنگ نہیں کرو کام سے جانا ہے اسے پھر۔۔۔"
زینب بیگم نے کہا اس کی پلیٹ میں اس کے پسندیدہ فرینچ ٹوسٹ ڈالتے ہوئے کہا۔

لیکن سامنے بیٹھے کچھ لوگوں کو عکس کی موجودگی اور اس کو دی جانے والی یہ توجّہ زہر لگی تھی اک تو عکس کی والدہ اور دوسری عکس کی بہن جس کا سب کو پتہ تھا پر ہر کوئی بس اگنور کرتا تھا اور یہ ہی چیز عکس کو اندر ہی اندر سے کھائے جاتی تھی کے آخر کیوں ہے ایسا۔۔۔

اور آج پھر وہ ہی نفرت و کدورت نکل کر آئی تھی۔۔

کیا مسئلہ ہے موم یہ روز کا تماشہ بن گیا ہے جب دیکھو یہ عکس نامہ ہی لگا رہتا ہے، اِس ٹیبل" ، پر آپ ہی لوگ کھائیں یا اپنی چہیتی کو کھلائیں

I'm going, I can't tolerate this girl and her presence..."

سمایا عکس کو سب کی توجہ کا مرکز بنتا دیکھ شدید ناگواری سے کہتی، اپنا کالج بیگ پہنتی وہاں سے جانے لگی۔۔

احتشام صاحب غصے سے کھڑے ہوئے تھے ابھی کچھ کہتے کہ نگاہ سامنے عکس کی نگاہوں پر پڑی جو شدید ضبط سے ان سے چپ رہنے کی التجاء کر رہی تھی، احتشام صاحب مٹھیاں بھینچتے واپس بیٹھ گئے۔۔

سمایا بیٹے میری بات تو سنو میری جان پلیز ناشتہ تو کرتی جاؤ!! سمایاایا!!"ثانیہ بیگم "
اسے آوازیں لگاتی رہ گئیں پر وہ سمایا ہی کیا جو کسی کی سن لے۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

یہ دیکھ کر سب اپنا ناشتہ روک چکے تھے۔

کیا مسئلہ ہے تمہارا اپنے روم میں ہی کر لیا کرو ناناشتہ جب دیکھ لیا تھا کے وہ بھی ٹیبل پر بیٹھی" ہے تو کیوں آتی ہو، چلی گئی نا وہ نہیں کیا ناشتہ تمہاری وجہ سے "ثانیہ بیگم بنا کسی وجہ کے اسے زہر کن نگاہوں سے گھورتی سنا کر چلی گئیں۔

عکس نے چہرہ نیچے کر لیا تھا جیسے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہو اِس سے اور پھر ہونٹوں پر مسکان لاتی احتشام صاحب کی طرف دیکھنے لگی جو اس کی بن کہی باتوں پر بھی سر خم کر دیا کرتے تھے۔اپنی جگہ سے اٹھتی احتشام صاحب کے پاس آئی اور پیچھے سے باہیں گلے میں ڈال کر آہستہ سے کہا I'm sorry badey papa آپ کی بیٹی بہت کمزور کر دیتی ہے نا آپ کو!!"

احتشام صاحب جو ابھی ثانیہ بیگم اور سمایا کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے حیران ہو کر اِس کو یکھنے لگے،

احتشام صاحب کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ اس لمحے اُن کی بہادر بیٹی کی آواز میں موجود ضبط شدت کا ہے یا کچھ دیر پہلے اُس کی آنکھوں میں موجود ضبط شدت کا تھا۔۔ لیکن جب اُن کی بیٹی اتنی بہادری کا مظاہرہ کر سکتی ہے تو وہ کیوں نہیں آخر باپ ہیں اس کے۔۔

آں ہاں! میرا بچہ، آپ تو طاقت ہو اپنے بڑے پاپا کی، چلے بھئی ناشتہ کریں سب، شاباش" "شروع کریں سب۔۔

اپنے گرد بندھے اس کے ہاتھوں پر پیار کرتے اسے کرسی پر بیٹھایا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سب اِس کی اِس قدر برداشت پر حیران تھے۔

ماما بڑے پاپا اب ناشتہ ہو گیا سو میں چلوں؟"عکس نے ایک کپ چائے زبردستی پی کر" مسکراتے ہوئے اجازت چاہی۔

ہاں بیٹے اور ذرا جلدی آیئے گا آج کچھ مہمان گھر آرہے ہیں تو ہم چاہتے ہیں آپ بھی اس" وقت گھر پر ہو۔. "احتشام صاحب نے اسکے سر پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

"او کے بڑے پاپا آئی ول ٹرائی، اللہ حافظ!"

اپنا بیگ اور فائل اٹھاتی جلدی سے باہر کی طرف چل دی باہر آکر جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی اور اپنے سفر کی طرف روانہ ہو گئی جو جانے کہاں رکنا تھا۔

یہ ایک جدید طرز کا عالیشان اور وسیع بنگلہ تھا، شاہ ولا، جس کی ہر اینٹ سے امارت جھلکتی تھی، جس کی ہر چیز میں جدیدیت اور نفاست کا جادو نظر آتا تھا۔ بلند و بالا جدید طرز کے دروازے، بیرونی حصے میں شیشے اور اسٹیل کا بے مثال امتزاج تھا، جس نے گھر کو ایک منفرد اور دلکش شکل دے رکھی تھی۔ یہ گھر دور سے ہی اپنی بلند و بالا دیواروں اور نفیس طرزِ تعمیر کی بدولت نظر آ جاتا تھا۔ جہاں ہر چیز میں سادگی اور نفاست کا امتزاج تھا۔ گھر کے بیرونی حصے کی شیشے کی دیواریں دور سے ہی نظر آتی تھیں اور ان پر حسین سفید رنگ کے پردے پڑے تھے، جن کے پیچھے سے اندر کی روشنی جھلکتی تھی۔ یہ شیشے کی دیواریں نہ صرف گھر کو روشن اور ہوادار بناتی تھیں بلکہ رات کے وقت شہر کے دلکش مناظر بھی پیش کرتی تھیں۔

جیسے ہی آپ مرکزی دروازے سے داخل ہوتے ہیں، ایک وسیع و عریض ہال میں قدم رکھتے ہی، فرش پر بچھا ہوا ایرانی قالین اپنی خوبصورتی میں بے مثال تھا۔

جہاں کی دیواریں فلور سے لے کر چھت تک جدید طرز کی بنی ہوئی تھیں، چھت پر ہوا جدید طرز کا فور سیلنگ کا کام آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لیے کافی تھا، فرش پر جدید طرز کے ماربل ،کا کام کیا گیا تھا، جس کی چمک ہر قدم پر آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔ہال کے درمیان میں ایک خوبصورت فانوس لٹک رہا تھا، جس کی روشنی ہر گوشے کو روشن کیے ہوئے تھی لاؤنج کے ایک کونے میں جدید آرٹ کی خوبصورت پینٹنگز آویزاں تھیں، جن کے ساتھ رکھا ہوا سفید اور سیاہ رنگ کا فرنیچر ایک خاموش مگر مؤثر انداز میں گھر کے مالک کے ذوق کا اظہار کرتا تھا۔ یہاں کی ہر چیز منظم اور ترتیب وار تھی، جو دیکھنے والے کو سکون اور آرام کا احساس دیتی تھی۔

کچن اور ڈائننگ ایریا اوپن پلان میں بنایا گیا تھا، جہاں چمکتے ہوئے سٹینلیس سٹیل کے آلات ،اور ہائی ٹیک کچن کیبنیٹس موجود تھے۔ کچن کے وسط میں ایک بڑا جزیرہ نما ماربل کا کاؤنٹر تھا جو کھانے کی تیاری کے ساتھ ساتھ بیٹھنے کے لیے بھی استعمال ہوتا تھا۔

شیشے کی بڑی بڑی کھڑکیاں گھر کے پچھلے حصے میں بنے وسیع و عریض باغیچے کی طرف کھلتی تھیں، جہاں سر سبز و شاداب لان میں نایاب پھول کھلے ہوئے تھے،اور ایک خوبصورت فوارہ پانی کے موتیوں کی طرح قطرے بکھیر رہا تھا۔یہیں ایک جدید طرز کا سوئمنگ پول بھی تھا، جس کے گرد سفید سنگ مرمر کی سیڑھیاں تھیں۔ باغیچے میں لگی روشنیاں اور خوبصورت لان کی ترتیب اور وہاں پر لگے حسین پھول دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔شام کے وقت، یہ جگہ سکون اور تنہائی کی بہترین مثال بن جاتی تھی، جہاں بیٹھ کر شہر کے شور و غل سے دور، مکمل آرام محسوس ہوتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

گھر کی چھت کو خصوصی جدید انداز بنایا گیا تھا، جہاں سے رات کے وقت شہر کی روشنیوں کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔یہ جگہ خاص مواقع اور دعوتوں کے لیے بہترین تھی، جہاں ایک طرف باربی کیو کا انتظام تھا اور دوسری طرف آرام دہ نشستیں رکھی ہوئی تھیں۔جدید لائٹنگ سسٹم اور ساؤنڈ سسٹم نے اس جگہ کو اور بھی دلکش بنا دیا تھا۔

یہ شاہ ولا شاہوں کی چھوٹی سی جنت ہے، جہاں سالوں سے اِس گھر کے مکینوں میں محبت ان کے ہر انداز سے جھلکتی تھی ہر ایک، ایک دوسرے کے لیے ہر لمحہ کھڑا رہتا یہاں کے بہن بھائیوں کی محبت کی مثالیں دی جاتی، تو یہاں کی بہوؤں کا رشتوں کو باندھ کر رکھنے کا ہنر قابل رشک تھا، یہاں پر بیٹیوں پر جان چھڑکی جاتی تھی، تو بیٹوں سے بھی کچھ کم محبت نا تھی غرض یہ کے یہاں ہر کوئی خوش اور پر سکون رہا کرتا تھا یہ گھر قابل رشک نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔

پر شاید اِس گھر کو کسی کی نظر لگ گئی تھی یا شاید کوئی تھا جو بہت پہلے سے ہی اِس گھر کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ مکان سید حیدر شاہ نے بہت دِل سے اور محنت سے بنایا تھا اور شہر بانو بیگم نے بہت ہی محبت اور اپنائیت سے اسے گھر بنایا تھا۔

سید حیدر شاہ اور شہر بانو بیگم کے 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں۔

سب سے بڑے بیٹے سید احتشام حیدر شاہ جو شخصیت کے لحاظ سے بالکل حیدر علی شاہ کا پرتو تھے پر غصے کے تیز ان کی شادی اپنی پسند سے اپنی کلاس فیلو زینب سے ہوئی تھی جو نہایت ہی خوش مزاج خاتون ہوئی ہیں، جس طرح شادی کے بعد گھر بھر کو سنبھالا وہ قابل دید ہے۔ دوسرے نمبر پر سید ذیشان حیدر شاہ تھے شخصیت کے ساتھ ساتھ مزاج میں بھی حیدر شاہ پر ،گئے تھے ،نہایت ہی نرم اور خوش مزاج ،انکی شادی اپنی خالہ زاد ثانیہ عباد سے ہوئی تھی ثانیہ کچھ سنجیدہ شخصیت کی مالک تھی پر سب سے بہت محبت کرنے والی ،ان کی شادی حیدر شاہ اور شہر بانو بیگم کی مرضی سے ہوئی تھی پر ذیشان صاحب کی محبت اِس بات کی نفی کرتی تھی پر ثانیہ اپنے آپ میں رزروسی رہنے والی تھیں کیوں کے انکے بچپن نے ان پر ایک تلخ چھانپ چھوڑی تھی۔ تیسرے نمبر پر آتی ہیں مریم حیدر شاہ خوبصورتی کی مثال ،ان کی شادی اپنے چچا زاد سید سیراج فرج شاہ سے ہوئی، انکے بعد چوتھے نمبر پر آتے ہیں اِس گھر کے چھوٹے صاحب زادے سید حسسان حیدر شاہ ،یہ ذرا مزاج کے تھوڑے ضدی ہیں یا یہ کہا جائے کے حیدر شاہ کے جاں پیار اور ہر ضد کو پُورا کرنے کی عادت نے انہیں اکھڑ مزاج بنا دیا تھا تو غلط نا ہو گا ،یہ بھی اپنے باپ بھائیوں کی طرح وجیہہ شخصیت کے مالک ہیں پر مزاج میں سب سے الگ ،انکی شادی بھی اپنی پسند سے حیدر شاہ کے دوست کی بیٹی رُخسانہ احمد سے ہوئی تھی جو حَسین اور خوش اخلاق خاتون ہیں ، پِھر آتی ہیں انکی سب سے چھوٹی بیٹی حمیرا شاہ جو کہ

بہت ہنس مکھ مزاج ہیں سب سے ہنس کر ملنا، بچے بڑے سب انکی کمپنی بہت انجوئے کرتے ہیں، انکی شادی سعد فرج شاہ سے ہوئی تھی جو کہ سیراج فرج شاہ کے چھوٹے بھائی ہیں پر سخت مزاج پر اپنی فیملی سے محبت کرنے والے۔

پیار، محبت، اپنے پن کے لیے تو یہ گھر مشہور تھا چاہے پھر وہ بھائیوں کا آپس میں پیار ہو یا اِس گھر کے بھائیوں کی بہنوں سے بے لوس محبت ہو یا اِس گھر کی بہوؤں کا گھر کو ایک رکھنے کا ہنر ہو ہر رشتہ قابل رشک تھا اور کیوں نا ہو آخر حیدر شاہ اور بانو بیگم کی تربیت تھی اور پھِر جو لڑکیاں اِس گھر میں آئیں وہ بھی کم نا تھیں ہر اک اپنی مثال آپ تھا یہ گھر خوشیوں کا گہوارہ تھا۔ پر ایک خلش سی محسوس ہونے لگی تھی اب کیوں کے احتشام صاحب کی شادی کو پانچ سال ہو گئے تھے پر وہ ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے، جبکہ مریم اور سیراج صاحب کا ایک تھا 1 سالہ شانزل دونوں گھروں کی رونق تھا۔ اور پھر ایک دن شاہ ولا میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی کسی کی خوشی کی انتہا ہی نا رہی جب ذیشان صاحب اور ثانیہ کے ہاں ایک ننھی پری پیدا ہوئی، بس اس کا آنا تھا کہ شاہ ولا کے مکینوں کہ تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے پر یہیں کوئی ایسا بھی تھا جو اس بچی سے نفرت کر رہا تھا اور شدید ناخوش ، تھا اس کی پیدائش سے، زینب بیگم تو ایسے لیے پھر رہیں تھیں کہ جیسے آج وہ ماں بن گئیں ہو وقت کا کام ہے گزرنا وقت گزرا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ چھ سال بعد زینب بیگم اور احتشام

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صاحب کے ہاں بھی خوشیوں نے دستک دی جب ڈاکٹر نے انہیں اولاد کی نوید سنائی سب بہت خوش تھے، بہت زیادہ، احتشام صاحب اور زینب بیگم کی محبت تو اس ننھی پری سے اور بڑھ گئی تھی ان کا یہی ماننا تھا کہ یہ خوش خبری اس ننھی پری کے ان کی زندگی میں آنے کی وجہ سے ملی ہے اس کے قدم ان کے لیے خوش قسمتی کی علامت ہیں۔

احتشام صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا 25 سالہ سید دیان حیدر شاہ۔

ذیشان صاحب کے چار بچے تھے سب سے بڑی بیٹی عکس حیدر شاہ عمر 27 سال، اُس سے چار سال چھوٹے 23 سالہ سمایا اور یوشے اور پانچ سال چھوٹا 22 سالہ زوہان۔ سمایا اور یوشے جڑواں تھے پر لگتے نہیں تھے۔

مریم اور سیراج صاحب کے دو بیٹے تھے سب سے بڑا 28 سالہ شانزل جو عکس سے 1 سال بڑا تھا اور اس سے دو سال چھوٹا ارزم۔

، حسان حیدر شاہ کے دو بچے تھے سب سے بڑا بیٹا 24 سالہ ارحم، چھوٹی بیٹی عینا عمر 17 سال گھر کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیٹی۔

حمیرا اور سعد صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی 24 سالہ نین فرج شاہ۔

Clubb of Quality Content

اِس گھر کے لوگ ایک دوسرے پر جان نثار کرتے تھے، پر اب جانے کیا ہوا تھا کہ۔۔۔۔
شاید اِس گھر کو کسی کی نظر لگ گئی تھی۔

داریہ!!داریہ!!!بچے، اُٹھ جاؤ آٹھ بج رہے ہیں، کالج نہیں جانا کیا؟؟ اٹھو شاباش جلدی" ،سے" کھڑکی سے پردے ہٹاتے ہوئے کہا جہاں صبح کا سورج اپنی پوری آب وتاب سے چمکتا اپنا حسین منظر پیش کر رہا تھا۔

یار آپی سونے دیں نا۔۔ پلیز!!!" کروٹ بدلتے چہرہ تکیے میں چھپاتے ہوئے کہا۔"

داریہ اگر اب نہیں اٹھیں تو بتا رہی ہوں بات نہیں کروں گی اور نا ہی ہم سنڈے کہیں" جائیں گے۔۔۔" کھڑکی کے پردے ہٹاتے اسے گھورتے ہوئے جیسے لاسٹ وارننگ دی گئی
۔

ذرا سا چہرہ تکیے سے نکالتے ایک آنکھ کھولتے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا، جیسے یقین کرنا چاہا کی آیا معاملات ہاتھ میں ہیں یا نہیں، پر جیسے ہی نظر سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر پڑی تو جھٹ سے اٹھ کر بیٹھی۔ جلدی سے بلینکٹ سے نکلی اور پیچھے سے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر سر اس کے کندھے سے ہی لگا لیا۔

"لیں اٹھ گئی۔۔"

"ہمم good پھِر اب جلدی سے فریش ہو کر تیار ہو کر باہر آؤ۔۔ میں ناشتہ لگا رہی ہوں، مجھے بھی نکلنا ہے یونیورسٹی کے لیے جلدی کرو۔۔ شاباش!!"

"اوکے میری پیاری آپی۔۔" اس کے گال پر پیار کرتی جلدی سے واشروم میں بند ہوئی۔"

کل رات سے اسکی طبیعت بہت خراب تھی پر میڈیسن لے لی تھی اِس نے اور اب کچھ بہتر تھی پر سر درد ٹھیک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، کچن میں آکر بھی سوچوں میں گم ہو گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج الحان صاحب اور آسمہ بیگم کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی؛ آج انکی برسی تھی اسی لیے صبح سے اس کا چہرہ بہت بُجھا بُجھا سا تھا۔

شمس حیدر اور خدیجہ بیگم کے تین بچے تھے

الحان حیدر، ہمدان حیدر اور ایک بیٹی رومیسہ حیدر۔ ایک چھوٹی سی خوشحال فیملی تھی پر اس کو ایسی نظر لگی کہ سب تہس نہس ہو گیا شمس حیدر نے کینسر کے ہاتھوں اپنی جان گنوادی اور پھِر کچھ مہینوں بعد ہی اِس دکھ میں خدیجہ بیگم کا بھی انتقال ہو گیا اس وقت الحان حیدر 20 سال کے تھے اور ہمدان حیدر صرف 14 سال کے اور رومیسہ 12 سال کی۔ شمس حیدر کا کنسٹرکشن کا اپنا بزنس تھا۔ لیکن شمس حیدر کی ڈیتھ کے بعد بزنس میں کافی مسئلے پیش آئے پر الحان حیدر نے اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ آفس کو بھی پُورا ٹائم دیا اور ہمدان اور رومیسہ کو ماں باپ بن کر پالا پوسا۔ الحان حیدر اپنے بہن بھائی سے بہت پیار کرتے تھے۔ انکی زندگی بس ان ہی دونوں کے گرد گھومتی تھی۔ آفس اور ان کی تربیت میں اِس قدر بزی رہتے کے اپنا خیال ہی نا رہتا تھا، دونوں بہن بھائی بھی اپنے بڑے بھائی کی بہت عزت کرتے تھے پر کہتے ہیں ناپیسہ اور حسد ایسی دیمک ہے جو رشتوں کو کھا جاتی ہے۔ بس زندگی گزرتی رہی الحان حیدر نے اپنی خالہ زاد آسمہ سے شادی کر لی آسمہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی پر بہت نرم دِل پیار محبت کرنے والی خاتون تھیں انھوں نے بھی ہمدان اور

رومیسہ کو ویسے ہی پیار دیا جیسے الحان حیدر دیتے تھے بس دن مہینوں میں اور مہینے سالوں میں گزرنے لگے اور پھر ہمدان کی بھی شادی ہو گئی حفصہ سے اور رومیسہ کی آصف رضا سے جو الحان حیدر کے دوست کے چھوٹے بھائی تھے۔ الحان حیدر کی دو بیٹیاں تھیں سب سے بڑی

عناب اور عناب سے نو سال چھوٹی داریہ دودھ سی رنگت، آسمہ بیگم کا پرتو تھی، ہمدان حیدر کے دو بیٹے تھے سب سے بڑا 25 سالہ آلیان اور اس سے چار سال چھوٹا حازم۔ اور ایک بیٹی تھی آیت جو داریہ کی ہم عمر تھی۔ رومیسہ بیگم کا ایک ہی بیٹا تھا 25 سالہ حسن رضا۔ رومیسہ اور آصف صاحب تو کئی سالوں سے لندن شفٹ ہو گئے تھے۔

بچوں میں بھی آپس میں بہت بنتی تھی اور بہت محبت تھی۔ سب اپنی زندگی میں بہت خوش تھے۔ حیدر کنسٹرکشن آج کامیابیوں کی بلندیوں پر تھا اور یہ سب صرف الحان حیدر شاہ کی انتھک محنت کا نتیجہ تھا۔ پر شاید خوشیاں انھیں زیادہ راس نہیں تھی۔ ایک حادثے میں الحان حیدر اور آسمہ بیگم کی ڈیتھ ہو گئی اور سب بکھر کر رہ گیا۔ کچھ ہی دن میں ہمدان حیدر پر دولت کا نشہ سر چڑھ گیا تھا اور اس میں زیادہ ہاتھ شاید حفصہ بیگم کی ہوس اور لالچ کا بھی تھا۔ اور کچھ ہی دن میں دولت کا سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا؛ داریہ 14 سال کی تھی اور عناب 23 سال کی، عناب نے حال ہی میں گریجویٹ کیا

تھا،اب انٹرنشپ کررہی تھی اور ساتھ ہی ایم فل کے ایڈمشنس کا انتظار اور داریہ آٹھویں جماعت میں تھی۔سب صحیح جارہا تھا کہ دونوں پر یہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ خیر یہ آزمائش تو خدا کی طرف سے تھی پر جو آزمائش ان کے اپنوں نے کھڑی کردی تھیں اس نے عناب کو چکنا چور کردیا تھا۔ الحان حیدر نیچے کی منزل میں رہتے تھے اور ہمدان حیدر اوپر کی منزل پر لیکن کچن ایک ہی تھا پر اب الحان حیدر کے بعد کچن بھی الگ ہو چکا تھا اور شاید سب کے دِل بھی۔ ہمدان صاحب کی فیملی اب اوپر ہی کی ہو کر رہ گئی تھی اور الحان صاحب کی بیٹیاں اکیلی تنہا نیچے کی۔۔ایک وقت تھا کہ سب کی زبان پر عناب اور داریہ کو نام ہوتا تھا خاص کر عناب کا،گھر کی بڑی بیٹی ہونے کے سبب گھر بھر کی لاڈلی بھی تھی اور زمہ دار بھی جس کی وجہ سے کبھی کسے کام کے لیے تو کبھی تعریف کے لیے پر ہر ایک کے لب پر عناب کا نام رہتا تھا۔ پر آج وہ ہی کزنس اور چاچو چاچی جو جان چھڑکتے تھے وہ اسے دیکھ کر ایسے رخ موڑ لیتے تھے کہ جیسے اسے کوئی اچھوت کی بیماری ہو۔ہاں کام ہوتا تو وہ بہن، بھتیجی سب بن جاتی تھی ورنہ وہ صرف الحان حیدر کی یتیم بیٹی تھی جو ان کے پیسوں پر نظر رکھ کر بیٹھی تھی۔ایک وقت میں الحان بھائی الحان بھائی کرنے والے آج انکی اولاد خالی ہاتھ کر گئے تھے حد تو یہ کہ محبتوں میں بھی۔اور بس وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ تو گزرتا رہا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمدان حیدر اور پوری فیملی کو رویہ بھی ہتک آمیز ہوتا چلا گیا، پہلی گھر کے خرچ کے پیسے کم

کیے، پھر پڑھائی کے خرچوں سے ہاتھ کھینچے گئے اور پھر آہستہ آہستہ بل اور دیگر اخراجات سے بھی ہاتھ کھینچ لیا گیا اور حد تو یہ کہ بچیوں کے بینک اکاؤنٹ تک بند کروا دیے گئے اور یوں دونوں بھائیوں کا بزنس صرف ہمدان حیدر کی ملکیت ہو کر رہ گیا۔

ابھی سوچوں میں ہی گم تھی کہ چائے ابل کر گرنے لگی، ہاتھ پر شدید جلن کے احساس سے خیالوں سے باہر آئی، اُبال کی وجہ سے کھولتی ہوئی چائے اس کے ہاتھ پر گری تھی اور ساتھ ہی ، کچھ آنسوں بھی ہاتھ پر جذب ہوئے تھے۔ سب سوچوں کو جھٹکتی وہ جلدی جلدی آملیٹ بنایا ٹوسٹر سے سکے ہوئے ٹوس نکال کر پلیٹ میں رکھے اور فریش مینگو شیک بنا کر ٹیبل پر ناشتہ لگانے لگی۔ ہاتھ کی فرسٹ ایڈ وہ کر چکی تھی۔
فریج سے جام اور بٹر نکال کر باہر رکھا اور داریہ کو آواز دی۔

"داریییی !!! جلدی آؤ بچے ناشتہ لگ چکا ہے۔۔ "

آگئی آگئی !! آپی آپ بھی نا۔۔" داریہ نے پیچھے سے آکر ہگ کیا اور چہرے پر پیار کرتے" ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا بس آؤ ناشتہ کرو جلدی سے۔۔"

خود بھی بیٹھی اور اسے بھی بٹھایا، جوس اسکے آگے رکھا اور خود اپنی چائے پینے لگی۔

"آرام سے بچے کس چیز کی جلدی ہے جب اتنی دیر سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ جاؤ تب تو سونے دیں آپی سونے دیں" کی رٹ لگائی ہوئی تھی اور اب آرام سے ناشتہ نہیں ہو رہا ہے۔۔!" عناب نے گھورتے ہوئے کہا۔

چلیں اب؟؟ ہو گیا میرا ناشتہ۔" اس نے بیگ پہنتے ہوئے کہا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاں چلو بس ابھی آئی چادر لیکر۔ تم جا کر گاڑی میں بیٹھو۔" اسے چابی تھماتے ہوئے کہا اور" خود چادر لینے چل دی۔

"آپی آج نا جلدی لینے آیئے گا میری کلاسز جلدی اوف ہو جاتی ہیں۔"

"!!اوکے چندا"

ادھر اُدھر کی باتیں کرتے کرتے داریہ کا کالج آگیا تھا۔

اللہ حافظ !آپی۔!"اس کے گال پر پیار کرتے کہتی ہوئی کالج کی طرف چل دی۔"

اللہ حافظ آپی کی جان!!"پیار سے اسے دیکھتے کہا اور اس کے اندر جاتے ہی خود بھی اپنی" منزل یونیورسٹی کی طرف روانہ ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یااللہ!آج تو بہت لیٹ ہو گئی ہوں۔۔"گاڑی کا دروازہ لاک کر کے، کلائی میں پہنی نفیس" سی گھڑی پر نظریں گھمائیں جس میں 9:55 ہو رہے تھے۔

گندمی رنگت، ستواں ناک، باریک ہونٹ، شفاف پیشانی، لمبے سیاہ بال جو ڈھیلے سے جوڑے میں قید تھے سر پر سلیقے سے دوپٹہ اور بازوؤں پر چادر لے رکھی تھی، کاٹن کا نیوی بلیو رنگ کا کُرتا اور ٹراؤزر پہنے ہوئے بہت حسین اور پر وقار لگ رہی تھی۔

آج اسکی 10 بجے کی کلاس تھی اور وہ کافی لیٹ ہو چکی تھی، جلدی سے اندر کی طرف بڑھی۔

آج اس بیچ کے ساتھ اس کی پہلی کلاس تھی، اگر پہلے دن ٹیچر ہی لیٹ ہو جاتی تو کتنا برا امپریشن پڑتا۔اور ظاہر ہے بھئی اگر کلاس کے آداب پر ایک استاد ہی عمل نہیں کرے گا تو وہ بچوں کو کیسے اس پر عمل کرنے کو کہہ سکتا ہے۔۔اس کا یہی ماننا تھا کہ بچے وہ ہی کرتے ہیں جو دیکھتے ہیں، جو اوبزرو کرتے ہیں۔۔وہ بولنے سے زیادہ عمل پر یقین رکھتی تھی۔یہ ہی سوچتے جلدی جلدی وہ کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی کہ۔۔۔سامنے سے آتے شخص سے ایک زوردار تصادم ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آہ!! اندھے ہیں کیا؟ یااللہ انسان ہے یا کوئی دیوار، میرا سر!!"اپنا ماتھا مسلتے کہا اور جب" نظریں نیچے پڑی اپنی فائل اور بکھری کتابوں پر پڑی تو روتی شکل بناتے سامنے کھڑے شخص کی طرف دیکھا، جو بنا اسے دیکھے اپنے موبائل کو کان سے لگائے کسی سے بات کرتے اسے ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔چہرہ ترچھا کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ اس شخص کا چہرہ دیکھ نہیں پائی تھی۔

عجیب بد تمیز انسان ہے، ہونہہ۔۔" یہ کہتے نیچے جھکی اور اپنا سامان اٹھایا اور اس کی پشت پر ایک خفگی بھری نگاہ ڈال کر اپنی کلاس کی طرف جانے کے لیے پلٹی ہی تھی کہ۔۔

"Listen?? I'm sorry..

پر غلطی تو آپ کی بھی تھی اور اس حساب سے سوری تو آپ کو بھی کہنا چاہیے۔۔" موبائل جیب میں رکھتے سامنے کھڑے اس شاندار مرد نے اسے پیچھے سے مخاطب کرتے کہا۔

اس کی بات پر اس کے آگے کی طرف چلتے قدم رکے، اس آواز کو پہچاننا اس کے لیے مشکل تو نہیں تھا۔اچانک منظر بدلا کچھ پرانی یادیں، ماضی کا وہ دریچہ کھول گئیں۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سر!! وہ ایک۔۔" وہ ایک ایمرجنسی کی وجہ سے بنا ناک کیے آفس کا دروازہ کھولتے کچھ بولتی اندر داخل ہوئی تھی کہ سامنے کے نظر آتے منظر نے اسے اپنی بات مکمل نا کرنے دی۔

،ہے ڈارلنگ! کب سے تمہیں کال کر رہی تھی اور تم ہو کہ کال ہی رسیو نہیں کر رہے تھے" تمہیں پتہ۔۔" اس کے سامنے ہی ٹیبل پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی انتہائی ماڈرن طرز کے

کپڑے زیب تن کیے اپنے بالوں کے کرلز کو انگلیوں میں گھماتے آگے بھی کچھ بول رہی تھی کہ وہ بولا۔

لینااا.. "سامنے بیٹھا شخص کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازے کی آواز پر دونوں ہی نے ایک دم" دروازے کی جانب دیکھا۔

لینا نے آنے والی لڑکی کو ایک زبردست گھوری سے نوازا اور اپنے گولڈن کرل بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی سیٹ کرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تمہیں تمیز نہیں ہے لڑکی اس طرح بنا ناک کیے آیا جاتا ہے؟؟ کیا جاہل اسٹاف رکھا ہوا ہے" تم نے بھی۔" آنے والی لڑکی کو باتیں سناتے آخر میں سامنے کھڑے شخص کو مخاطب کیا۔

"I'm sorry sir, sorry ma'am...

وہ دراصل اے ایک ایمر جنن۔۔ جنسی، ایمر جنسی ہو گئی ہے، اس س اسی لیے۔۔ م مہ۔ میں بعد میں آتی ہوں۔" اس سے بات نہیں کی جا رہی تھی، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ

اس منظر سے کسی طرح غائب ہو جائے۔اس نے ایک نظر اس شخص پر ڈالی جس کی آنکھوں میں ایک دم خون اُترا تھا اسکی یہ حالت دیکھ۔۔

"رکو!اور تم لینا۔۔Leave! I said just leaveeee damnn it, right now, don't try to test my patience leena..out "

شدید ضبط سے مٹھیاں بھینچتے لینا کو جانے کے لیے کہا۔

پر لینا کے نکلتے ہی وہ بھی تیر کی سی تیزی سے اس کے پیچھے ہی بھاگتی باہر آگئی تھی۔یہ دیکھ کمرے میں موجود شخص نے خون آشام نظروں سے سامنے دروازے کی طرف دیکھتے مٹھیوں کو اتنی زور سے بھینچا کہ ہاتھ کی نیلی نسیں صاف نظر آرہی تھی۔

اس نے زور سے میز پر ہاتھ مارتے کہا۔ "Damnnn..."

کیا ہوا؟اتنا کیوں گھبرا رہی ہو؟؟"اس کی دوست نے اس کا سفید ہوتا چہرہ دیکھتے پوچھا۔"

ک۔۔کچ۔۔کچھ نہیں۔۔"ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔"

ہیلو وو!! پھر چلتے چلتے سو گئیں کیا؟؟"اس کی بے خیالی پر طنز کیا۔"

اس نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا، اس کا شک یقین میں بدلا اور جب سامنے والے کی آنکھوں میں اپنے لیے شناسائی کی رمق نظر آئی تو اس کی آنکھوں میں شدید ناگواری اتری، ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بنا اس نے اپنا رُخ واپس کلاس کی جانب کیا اور تیزی سے نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی وہ جیسے ہوش میں آیا۔ دل تو چاہا کہ آگے بڑھ کر روک لے پر پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔ سر جھٹکتا اپنے کوٹ کے آگے کے دو بٹن بند کرتے کچھ سوچ کر مسکرایا۔

آں ہاں! آج بھی وہ ہی عادتیں ہیں محترمہ کی۔۔ خیر کوئی بات نہیں، دیکھتے ہیں کب تک؟"

بہت جلد ملاقات ہو گی معصوم شیرنی۔۔

اس کے کلاس میں داخل ہوتے ہی کلاس میں کچھ دیر پہلے ہوتا شور اب خاموشی میں تبدیل ہو چکا تھا، اپنی تیز اور بے ہنگم سانسوں کو معمول پر لانے کی سعی کرتی وہ خاموشی سے ڈائس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

"Good morning Ma'am!

سب ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔۔

"Morning! Sit down class.."

Clubb of Quality Content!

گہری سانس لیتے خود کو پُر سکون کرتے ڈائس سے ذرا آگے آئی، بچوں کی طرف کھڑے ہو کر جواب دیا اور ساتھ ہی سوالیہ نظروں سے سامنے بیٹھے طلبہ کی طرف دیکھا۔۔

"first let me introduce myself, I'm Anaab Haider, now introduce yourself one by one class.."

عناب یہ کہہ کر واپس ڈائس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔۔

"I'm sana .."

"Arham.."

"Hanif..."

" I am Syed Abaan Alam.."

چیونگم چباتے بیٹھے بیٹھے ہاتھ اٹھا کر بولا! جیسے بہت بڑا احسان کیا ہو۔

"اسٹینڈاپ! مسٹر آبان۔۔" عناب نے گھورتے ہوئے کہا اسکے انداز پر عناب کو غصہ ہی آگیا تھا۔۔

"کیا میم!! ضروری ہے کھڑا ہونا ویسے ہی نیند آرہی ہے ایسے ہی بول دیں جو بولنا ہے۔۔۔" مسلسل چیونگم چباتا وہ اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

پوری کلاس نے اُس کے اس انداز پر چہرے کا رُخ اُس کی طرف موڑا۔

گوری رنگت، دراز قد، ہلکی بھوری آنکھیں، چوڑی پیشانی پر آتے بھورے سلکی بال، بلاشبہ وہ ایک جاذب نظر شخصیت کا مالک تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ بد تمیز تھا، پر ہاں اپنے آپ میں مگن رہتا تھا، اس یونیورسٹی میں آئے ابھی اسے ایک سال ہی ہوا تھا، کبھی کسی پروفیسر کو اس سے کوئی شکایت بھی نہیں ہوئی تھی، پر عجیب مزاج کا لڑکا تھا، پل میں تولہ پل میں ماشہ، دوستوں کے لیے ہر دم جان دینے تک کو تیار رہتا تھا اور جو اگر کسی کو تنگ کرنے کا سوچ لے تو بس پھر اسے اس سے بچانا ایسے ہی تھا کہ جیسے دیوار سے سر مارنا۔

آئی سیڈ اسٹینڈ اپ!! کلاس میں بیٹھنے کے مینرز نہیں پتہ آپکو۔۔؟؟" عناب نے غصے پر بہ مشکل قابو پاتے گھورتے ہوئے ذرا اونچی آواز میں کہا۔۔

"اب ایسا بھی کیا کر دیا میں نے؟؟..Ohh come on ma'am"

بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتے اسے زچ کرنا چاہا۔۔

"میں نے کہا اسٹینڈ اپ! بات سمجھ نہیں آ رہی تمہارے یا پرنسپل کے آفس جا کر سمجھ آئے گی؟؟"

عناب کا چہرہ خون چھلکا رہا تھا اس سے زیادہ اب اُس کی برداشت سے باہر تھا، آنکھیں شدید ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔

اِس کی آنکھوں کی سُرخی وجہ بنی تھی یا پرنسپل کی دھمکی سمجھ نہیں آیا تھا پر وہ اسے زچ کرنے کا ارادہ ملتوی کر چکا تھا۔

Clubb of Quality Content

"I'm sorry..."

چہرہ دوسری جانب کیے معزرت چاہی۔۔

اس بار کلاس پہلے سے زیادہ حیران ہو کر آبان کو دیکھ رہی تھی، سب کہ لیے یقین کرنا مشکل تھا کہ سید آبان عالم نے "sorry" کہا ہے، strange!

عناب کے غصے کا گراف ذرا نیچے آگیا۔اِسے اپنے سٹوڈنٹس کو زیادہ جھکانا یااُن کی تزلیل کرنا پسند تھا بھی نہیں پرہاں نظم وضبط کی خلاف ورزی ناقابلِ برداشت تھی۔

عناب یہ کہتے اپنی بکس اٹھانے لگی " It's ok! "

آبان پیچھے مسکرا کر رہ گیا۔۔

"Ok class it's enough for today..

انشاءاللہ کل ہم پہلا ٹاپک اسٹارٹ کرینگے۔۔۔!!"

" Ok Ma'am..! ! "

سب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عناب کے جاتے ہی سب کلاس سے نکل گئے اور آبان اپنے دوستوں کے ساتھ کینٹین کی طرف چل دیا۔۔

عناب نے سٹاف روم میں آکر اپنی چادر پچھے چیئر پر ہینگ کی اور دوپٹہ ٹھیک کرتی چیئر سے سر ٹِکا کر بیٹھتی آنکھیں موند گئی۔یہ اس کا فری یونٹ تھا۔

آپی آپ پلیز آج مجھے جلدی اسکول سے لینے آجایئے گا،آپ کل بھی بہت لیٹ ہو گئیں تھیں۔۔"14 سالہ داریہ نے اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھیں چھوٹی کرتے،اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

بھوری آنکھوں میں کل دیر سے آنے انے کا شکوہ صاف جھلکتا نظر آرہا تھا۔

اوکے !آپی کا بچہ جیسا کہے گا ویسا ہی ہو گا،آپی آج اپنے بچے کو ٹھیک وقت پر اسکول کے" دروازے پر کھڑی نظر آئے گی اور پھر ہم آئسکریم کھانے بھی جائے گے۔۔"عناب نے اس کے گال پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

وہ بہت اچھے سے جانتی تھی کہ اپنے سے 9 سال چھوٹی، اپنی اس گڑیا کو کیسے خوش کرنا ہے اور بس یہاں اس کا کہنا تھا اور وہاں داریہ صاحبہ کے دانت نکلنا۔

"Yeahhh!! You're world's bestest apiii.."

خوشی سے چیختے ہوئے اس کی گردن کے گرد اپنے ہاتھ باندھے اور گال پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

اچھا اچھا بس اب جلدی سے بیگ پہنو ورنہ لیٹ ہو جاؤ گی اور پھر آپ کی کلاس لگ جائے گی" میری جان۔۔" عناب نے جلدی سے اسے بیگ پہناتے ہوئے کہا اور اپنی چادر لینے کمرے میں چلی گئی۔

کمرے میں آکر ایک نظر خود کا آئینے میں دیکھا اور سر پر دوپٹہ ٹھیک سے لیتے بازوؤں سے آگے کی طرف لا کر چادر اوڑھ باہر آئی۔

"API I'm ready!

چلیں؟" داریہ بھی تیار کھڑی تھی۔

"جی بچہ! آپ جاؤ، جا کر گاڑی میں بیٹھو، آپی بس پانچ منٹ میں آئیں۔۔"

"Okay!"

اپنے لیر کٹ بالوں کی پونی ٹیل ہلاتی وہ گاڑی کی طرف چل دی۔

آج داریہ کی اسکول کی فیس کی لاسٹ ڈیٹ تھی۔

اسلام و علیکم ! چاچو وہ۔۔"اوپر اپنے حمدان صاحب کے فلور پر آتے، انہیں سلام کیا۔"
وعلیکم السلام ! آؤ آؤ بیٹے، کیا بات ہے سب خیریت اتنی صبح صبح یہاں؟؟"اس کی آمد پر" زبردستی چہرے پر مسکراہٹ اور لہجے میں بے انتہا محبت لاتے جواب دیا۔ جبکہ پاس بیٹھی حفصہ کی پیشانی پر بل پڑتے وہ دیکھ چکی تھی۔
"چاچو وہ میرا بینک اکاؤنٹ بلکل خالی ہے، آپ پتہ کر کے بتا سکتے ہیں کہ ایسا کیوں؟"
کیا مطلب؟ ایسا کیوں؟ ایسا اس لیے ہے بیٹا جی کہ بھائی صاحب نے اتنے قرضے لیے ہوئے" تھے، اور سارا کا سارا کاروبار مشکل میں آیا ہوا ہے، قرضے چکائے گے تمہارے چچا یا تمہارے بینک میں پیسے ڈلوائیں؟؟ تم ہی بتا دو بیٹا ! !"حفصہ بیگم نے آنکھیں چڑھا چڑھا کر کہا۔
ارے چپ کرو تم میں دیکھ لوں گا سب۔۔ اب بھائی صاحب نے تو کبھی بتایا نہیں، یہ سب تو" وہ ہی دیکھتے تھے، سب بگاڑ کر خود تو چلے گئے مجھے مشکل میں ڈال دیا، اب سب کا بوجھ مجھے ہی تو اٹھانا ہے، خیر میں سمبھال لوں گا بیٹا جی، تم ٹینشن نہ لو۔۔"حمدان صاحب نے ماتھا مسلتے کہا

عناب نے حیرت سے اپنے عزیز جان چچا کی طرف دیکھا،اسے یقین نہیں آیا کہ چچی کو غلط کہنے کہ بجائے وہ بھی وہ ہی سب کہہ رہے تھے،یعنی باپ بن کر پالنے والے بھائی کی بس یہ عزت تھی۔

"خیر تم کیوں آئی تھی بیٹا؟"

وہ.. مجھ.. مجھے داریہ کی اسکول کی فیس چاہیے تھی۔۔"اتنا کچھ سن کر بھی اسے بے غیرت" بننا پڑا تھا، مجبوری تھی۔

دیکھو بیٹا میرے پاس تو ابھی صرف یہ کچھ پیسے ہی ہیں پر چلو تم لے لو۔۔"احسان کرتے" ہوئے نکال کر دیے۔

شکریہ چاچو!"آنکھوں میں آئی نمی اندر دھکیلتے نیچے کی طرف چل دی۔"

آپی چاچو جھوٹ کہہ رہے تھے ہمارے بابا نے کچھ نہیں بگاڑا ہے،ہے نا؟"داریہ نے" آنسوؤں سے بھری آنکھیں اس کی طرف اٹھاتے پوچھا۔

عناب نے اپنے سے نو سال چھوٹی بہن کو دیکھا،جس کی آنکھوں میں اس نے کبھی آنسوں نہیں دیکھے تھے اور آج وہ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔وہ اس کی شخصیت کو ایسے بکھرنے نہیں دے سکتی تھی۔ابھی تو الحان حیدر صاحب اور آسمہ بیگم کے انتقال کو صرف کچھ دن ہوئے تھے اور یہ حال تھا،اسے سب جلد سنبھالنا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس روز روز کی تزلیل سے وہ داریہ کی شخصیت تباہ نہیں ہونے دے سکتی جتنا ہو سکتا تھا محنت کرتی تھی اور اپنے خرچے اٹھانے کی کوشش کرتی اور جہاں نہیں کر پاتی تو چلی جاتی تھی، کچھ باتیں سن کر کبھی مدد ہو جاتی اور کبھی بس رسوائی ہی ہاتھ آتی تھی۔

اپنی تلخ یادوں میں کھوئی ہوئی تھی جب اچانک ہانیہ کے بلانے پر خیالوں سے باہر آئی۔

عناب!! عنابببب! کیا یار کہاں گم ہو؟؟" کرسی پر بیٹھتے اپنے باوں کا جوڑا بناتے ہوئے " کہا۔

"ہمم! نہیں کہیں نہیں۔ بولو کیا کہہ رہی تھی تم؟"

عناب نے سیدھے بیٹھتے ہوئے کہا۔ ہانیہ اور عناب بچپن سے دوست تھیں، رہتی بھی ایک ہی محلّے میں تھی پر ہانیہ کو ہمیشہ سے ہی پڑھانے کا شوق تھا اور ٹیچنگ ہی کو اس نے پروفیشن بھی بنایا تھا جبکہ عناب کو پڑھانا پسند تو تھا پر پروفیشن کے طور پر اسے اپنی فیلڈ میں کام کرنے کا شوق

تھا۔بہت دل سے اس نے انوائر مینٹل سائنس میں ایم فل کیا تھااور بہت سی کامیاب انٹر نشپس بھی کر چکی تھی پر قسمت اسے اس فیلڈ میں لے آئی تھی پراب اس میں یہ خوش تھی اوراس طرح دونوں ایک ساتھ ہی یہاں لیکچرار تھیں۔دونوں نے ساتھ ہی ایم فل کی اتھاپرالگ الگ مضامین میں اور ساتھ ہی ٹیچنگ بھی اسٹارٹ کر دی تھی۔عناب نے گریجویشن کے فوراً بعد ہے اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر اپنے اساتذہ کے ساتھ پڑھانا شروع کر دیا تھا۔

کیا ہوا ہے ؟کچھ پریشان لگ رہی ہو؟"ہانیہ نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا۔"

نہیں بھئی سب ٹھیک ہے۔تم سناؤ!"اس نے ذرا مسکرا کر کہا۔"

جھوٹ مت بولو بتاؤ کیا ہوا ہے ؟؟"ہانیہ نے پھر کہا۔"

ارے کچھ نہیں ہوا لڑکی، کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"عناب نے تنگ آتے ہوئے کتاب" کھولی اور پڑھانے کے لیے ٹاپکس مارک کرنے لگی۔

اچھا یہ بتاؤ تمہاری شادی کا کیا ہوا کب کی ڈیٹ ڈیسائیڈ ہوئی ؟"اس کا پھولا ہوا ناراض چہرہ" دیکھتے ہوئے بات کا رخ بدلنا چاہا جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

ارے ہاں وہ ہی تو بتانے آئی تھی نیکسٹ منتھ کی 5 تاریخ طے ہوئی ہے تمہیں اور داریہ کو" ضرور آنا ہے بلکہ سب کام وام بھی دیکھنے ہیں۔ مما بلا رہی ہیں تمہیں آج بھی کہہ رہیں تھیں۔"ہانیہ نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

ہاں ضرور کیوں نہیں۔ میں انشاءاللہ کچھ دنوں میں آتی ہوں پھر داری کو لے کر۔۔وہ تو" بہت ہی خوش ہو جائے گی۔اچھا چلو اب میری کلاس کا وقت ہو رہا ہے اور ہاں آج میں زرا جلدی نکلوں گی تو تم ساتھ چلو گی یا چلی جاؤں ؟"کتاب بند کرتے ہوئے کہا۔
"اممم!! نہیں میں بھی پھر کوشش کروں گی کہ ہو جاؤں جلدی فری، ساتھ ہی چلے گے۔۔" ہانی نے بھی کتابیں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔"

دونوں اپنی اپنی کلاسس کی طرف چل دیں۔

ہیلو!!بھائی!کب تک گھر آئینگے؟کام ہے یار جلدی سے آجائیں۔"عرشیہ ادھر سے اُدھر ٹہلتی فون پر بات کر رہی تھی۔

"اوکے!اوکے!میری جان آرہاہوں،ایک میٹنگ میں ہوں کچھ دیر میں آتاہوں بس۔۔" سامنے سے جواب آیا

Clubb of Quality Content

اوکے بھائی!لویو!اللہ حافظ!!"عرشیہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے بولتے فون کٹ کیا۔"

علی میری آج کی سب میٹنگز کینسل کردو۔۔مجھے جاناہے ضروری کام سے۔۔"اپنے" سیکرٹری کو کہتے کوٹ اسٹینڈ سے کوٹ اٹھایااور ہاتھ میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

بٹ سرررابھی۔۔" علی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مقابل نے اپنی گہری بھوری آنکھیں اس پر گاڑھی۔اس کی صرف آنکھوں سے ہی سامنے والے کا دم خشک ہو جاتا تھا۔

سرخ سفید رنگت، دراز قد،ڈارک براؤن بال جنہیں جیل سے سیٹ کیا گیا تھا، گہری بھوری آنکھیں جن سے ہر کوئی پناہ مانگتا تھا،ڈارک برائون ہلکی بیرڈ جو اس کے چہرے پر خوب جچتی تھی پر چہرے پر بلا کی سنجیدگی،اور غصّہ اللہ کی پناہ۔۔لیکن اِس سنجیدگی میں بھی سید غزوان عالم کسی کو بھی باآسانی اپنی طرف مائل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

سوری سر۔۔اا آئی مین اوکے اوکے سر۔۔" علی نے جلدی سے کہا۔آخر واقف تھا سامنے " والے کے مزاج سے۔۔پر ڈیل بہت بڑی تھی جو وہ کینسل کرنے کا کہہ چکا تھا تو بس اس لیے اس نے کہنا چاہا پر سید غزوان کاظمی کی ایک نظر کافی تھی یہ بتانے کہ لیے کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

سنجیدگی سے اسے کہتے اپنا کوٹ ہاتھ پر ڈالتے "you may go now ہم گڈ۔۔" جھک کر میز سے فون اٹھایا۔

ایسا ہی تھا عالم پیلس کا یہ پہلا چشم و چراغ جس کی زندگی اپنے کام کے ارد گرد ہی گھومتی تھی پر ایسا نہیں تھا کہ وہ فیملی کو ٹائم نہیں دیتا تھا۔اپنی فیملی کے لیے تو وہ اپنی جان ہتھیلی پر لیکر گھومتا تھا۔اپنے گھر والوں کے لیے کچھ بھی کر گزرنے پر تیار رہتا تھا۔

ماما!!" آلیان نے ڈائینگ ٹیبل سے آواز لگائی۔"

Clubb of Quality Content

ہاں ماما کی جان! چلو سلمہ آپ ٹیبل پر جلدی سے ناشتہ لگاؤ۔۔"حفصہ بیگم سلمہ سے ناشتہ" ٹیبل پر لگواتے ہوئے الیان اور سلمہ دونوں سے مخاطب ہوتی اپنی جگہ پر آکر بیٹھیں۔

اوہ ماما کیوں کام کرتی ہیں اتنا، طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپکی خیال رکھا کریں نا۔۔"حازم پیچھے" سے آتے ہوئے بولا۔

آؤ بیٹھو ماما کی جان!!"حفصہ بیگم نے حازم کو برابر والی چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا"
۔

ماما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔"حازم نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔"

"ہاں میری جان کہو؟؟"

وہ ماما مجھے ناہیوی بائیک چاہیے، پلیز یار آپ بابا سے بات کریں نا!"حازم نے حفصہ بیگم سے" کہا اور اپنے لیے جوس نکالنے لگا۔

Clubb of Quality Content

اچھا تو ہمارے لاڈلے کو بائیک چاہیے۔" ہمدان صاحب نے آتے ہوئے سن لی تھی" دونوں ماں بیٹے کی بات۔

جی بابا پلیز نا دلا دیں۔۔"حازم نے پھر کہا۔"

اوکے اوکے! آجائے گی۔۔!!" ہمدان صاحب نے کہااور ناشتہ کرنے لگے۔"

عناب نے جو اوپر سب کو بریانی کا کہنے آئی تھی، یہ سن کر زور سے آنکھیں میچتے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کی۔ابھی دو دن پہلے کی بات ہے اسے پیسوں کی ضرورت تھی کیوں کے اسکی سیلری آئی نہیں تھی اور اسے پیسے چاہیے تھے تو اِس نے ہمدان صاحب سے پیسے مانگے تھے جنھوں نے پھر الحان صاحب پر تبصرے شروع کرتے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ،بیٹا سب برباد کر دیا ہے الحان بھائی نے اب کہاں سے دوں تمہیں پیسے، نہیں ہیں میرے پاس سوری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کہنا تو چاہتی تھی کہ آپ کے پیسے کب مانگ رہی ہوں، میں تو اپنے باپ کی محنت کی کمائی مانگ رہی ہوں، اپنے پیسے مانگ رہی ہوں پر نہیں کہہ پائی۔اپنے باپ کی طرح رشتوں میں الجھی لڑکی ثابت ہوئی یہ بھی آخر۔
آنسوں حلق میں اُتارتے خود کو کمپوز کرتی نوک کر کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

ارے ے،، عنن اا عناب! بیٹا آپ؟آؤ بیٹھو لنچ کرو گی؟" ہمدان صاحب نے ہکلاتے" ہوئے، چہرے سے پسینہ پونچھتے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔اس کی بے وقت آمد پر پریشان ہو گئے تھے کہ کہیں سن تو نہیں لیا اس نے۔

اسلام و علیکم! چاچو،ارے نہیں نہیں میں بس آپ لوگوں کو بتانے آئی تھی کے آج ماما بابا" کی برسی ہے شام 5 بجے تو آپ سب آ جائیے گا۔"بنا کچھ ظاہر کیے کھڑے کھڑے ہی بتایا۔

جی بیٹے یاد تھا مجھے کیسے بھول سکتا ہوں اِس دن کو جب میں نے اپنے باپ جیسے بھائی کو کھویا" تھا۔" ہمدان صاحب نے افسردہ چہرے کے ساتھ کہا۔

Clubb of Quality Content

اچھا اب میں چلتی ہوں کام ہیں۔"عناب نے اب جانا چاہا۔"

اوکے بیٹا! پھر ملتے ہیں شام میں۔"ہمدان صاحب نے کچھ پر سکون ہوتے کہا۔" مطمئن ہو گئے کے چلو کچھ نہیں سنا اس نے۔

عناب فوراً نیچے اُتر گئی۔

آہ!! باباجان! یہ رشتے اتنے بے حِس کیوں ہوتے ہیں؟ کیا دولت اِس قدر خون پر حاوی ہو" جاتی ہے؟؟

،روتے ہوئے اسے ہر چیز پھر سے یاد آنے لگی کس طرح اس کے سب اکاؤنٹس بند کر دیئے ،گھر کا بِل وغیرہ سب دینے سے منع کر دیا کہ الحان بھائی تو اپنا حصہ کیا میرا ابھی تباہ کر گئے ہیں میں نہیں اٹھا سکتا یہ خرچے۔جب کہ ان کی اپنی آسائشیں دن بادن بڑھتی جارہیں تھیں ۔

ہر بار اپنے باپ کے لیے برائی سن کر وہ پاگل ہونے کے درپہ ہوتی تھی پر پھر داریہ کو دیکھ کر برداشت کر لیتی اور ہمت کر لیتی تھی۔ تھی تو یہ بھی الحان صاحب کی بیٹی ہی رشتے ہر چیز سے زیادہ عزیز تھے بس رشتے تھے یہ ہی غنیمت سمجھتی تھی چاہے نام کے تھے پر کافی تھے۔ داریہ گھر آکر سو گئی تھی جبکہ خود وہ کاموں میں لگ گئی تھی۔کچھ دیر میں ہانی بھی آگئی تھی اس کی مدد کے لیے اور پھر دونوں نے مل کر سب کام وغیرہ ختم کیے۔

شریفن بی! جلدی سے لان میں چائے لے آئیں میں یہ چیزیں لیکر جاتی ہوں۔"زینیہ نے مختلف چائے کے لوازمات ٹرے میں رکھتے ہوئے کہا۔

شریفن بی یہاں کئی سالوں سے کام کر رہی تھیں اور بلکل اس گھر کی ایک فرد کی طرح تھیں۔سب انکی بہت عزت کرتے تھے

جی بیٹا آپ چلیں میں آتی ہوں۔۔"شریفن بی نے چائے نکالتے ہوئے کہا۔"

سب باہر لان میں بیٹھے ادھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔

یہ عالم پیلس ہے جو سید امان عالم اور حمنہ بیگم نے بہت محبت اور لگن سے بنوایا تھا۔اک بہت وسیع مرگلے پر پھیلا یہ گھر ایک پیلس ہی لگتا تھا۔

کافی سال پہلے سید امان عالم کی ڈیتھ ہو چکی تھی پر اللہ کے کرم سے حمنہ بیگم کا سایہ سر پر قائم تھا جن سے گھر بھر میں سکون کی لہر قائم تھی اور رونق بر قرار تھی۔بے شک بزرگوں کا سر پر ہونا بھی ایک نعمت ہے۔یہاں امان شاہ کے دو بیٹے مقیم تھے بڑے بیٹے سید داؤد عالم

جنکی شادی آلیہ زاہد سے ہوئی تھی جو امان عالم کے دوست کی بیٹی تھی، انکے دو بیٹے تھے سب سے بڑا 29 سالہ سید غزوان عالم بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ اور اس سے 4 سال چھوٹا سید روحان عالم نٹ کھٹ، شرارتی، ان صاحب نے اپنے بھائی کے ساتھ ہی آفس جوائن کر لیا تھا۔

دوسرے نمبر پر آتے ہیں سید اسفند عالم انکی شادی اپنی کزن شمائلہ سے ہوئی تھی جوان کا ساتھ زیادہ نہ دے سکیں اور دوسرے بچی کی پیدائش کے کچھ ماہ بعد ہی خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ انکے دو بچے تھے سب سے بڑا 26 سالہ سید آبان عالم؛ گندمی رنگت، ہلکی بھوری آنکھیں، کالے بال، سب سے پیار کرنے والا پر غصّہ میں بالکل غزوان کا پرتو تھا۔ ابھی نیا نیا ایم فل کا بھوت چڑھا تھا اور ابھی صاحب زادے اسے ہی پورا کرنے میں لگے ہوئے تھے، پھر اس سے دو سال چھوٹی زینیہ جو بہت خاموش طبع تھی اپنے آپ میں رہنے والی پر تھوڑی نک چڑی سی، پر دِل کی اچھی تھی۔ سرخ و سفید رنگت، سیاہ آنکھیں اور سیاہ بال جو وہ صرف کندھے تک ہی رکھنا پسند کرتی تھی، تعلیم مکمل کر چکی تھی۔

تیسرے نمبر پر آتی ہیں امان عالم کی بیٹی تحسین ان کی شادی غیروں میں ہوئی تھی پر دونوں کی بن نہ سکی اور عرشیہ کی پیدائش کے دو سال بعد دونوں نے اپنی راہیں الگ کر لی تھیں، ان کی

ایک ہی بیٹی تھی عرشیہ، جسے طلاق کے بعد تحسین لے کر یہیں آگئیں تھیں۔سب نے عرشیہ کو بہت پیار سے رکھا تھا پر باپ کی کمی تو پھر باپ کی کمی ہوتی ہے۔

یہ عالم پیلس کا اصول تھا رات کا کھانا اور شام کی چائے سب ساتھ کھاتے اور پیتے تھے۔اِس طرح تمام مصروفیت کے ساتھ بھی ایک فیملی ٹائم ہو جاتا تھا۔

کیا بات ہے بھئی آج ہمارا بیٹا اتنی جلدی کیسے آگیا آفس سے۔۔"داؤد صاحب نے چائے" پیتے ہوئے غزوان کو آتے دیکھتے کہا۔ایک ہاتھ پر کوٹ ڈالا ہوا تھا، آستینے کونی تک فولڈ کی ہوئی تھی اور سفید ہاتھوں کی نیلی نسیں بہت واضح تھیں۔ مناسب چال چلتا ان تک آیا۔ چہرے سے تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

داؤد صاحب نے اب آفس سے چھٹی لے لی تھی اسی لیے گھر پر پائے جاتے تھے اور ہفتے میں ایک آدھ دفعہ آفس کا چکر لگا لیتے تھے۔

ارے کیا ہو گیا ہے؟ میرے بچے کو خبر دار جو کچھ کہا؟ خود اپنا وقت بھول گئے کیا؟ یہ ہی" حال تھا تمہارا ابھی اب پتہ چلا ہمیں کیوں غصّہ آتا تھا۔۔"حمنہ بیگم آنکھیں دکھاتے بولیں۔

ارے اماں آپ بھی نا! کچھ نہیں کہتا آپ کے چہیتے کو۔۔"داؤد صاحب نے کانوں کو ہاتھ" لگائے۔

بس بابا کام ہو گیا تھا اور عرشیہ کی کال بھی آئی تھی۔۔ کہاں ہے وہ؟؟"غزوان نے بیٹھتے" ہوئے کہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاں پتہ ہے مجھے کیوں انتظار کر رہی ہے وہ تمہارا۔۔بتا رہی ہوں میں ذرا جو اِس معاملے میں" بولے تم بالکل کہیں نہیں جائے گی وہ۔"حمنہ بیگم پہلے ہی بتانا ضروری سمجھا۔

کیا ہو گیا ہے دادو صحیح سے بتائیں کیا مسئلہ ہے؟؟"غزوان نے کوٹ چیئر پر رکھتے کہا۔"

اپنی لاڈلی سے پتہ چل جائیگا تمہیں آنے دو ذرا اسے۔۔"حمنہ بیگم نے گھورتے ہوئے" کہا۔

اوکے اوکے دیکھتے ہیں۔۔ پتہ تو چلے پہلے کہ مسلہ کیا ہے۔۔"غزوان نے آرام سے ٹیک" لگاتے کہا۔

زینیہ نے اس کی طرف چائے کا کپ بڑھایا جسے وہ تھام گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بابا! آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، پلیز میری بات مان لیں، بس میں نے کہہ دیا نا آپ" no سے کہ میں مینیج کر لوں گی تو! پھر کیوں آپ میری بات نہیں مان رہے؟ بس بہت ہوا اب سے میں آفس دیکھ لوں گی، آپ آرام کرے گے گھر پر۔" ہائی arguments ویسٹ ٹراوزر اور اُس پر ڈھیلی کالی شرٹ پہنے مغرور چال چلتے ابراہیم صاحب کے بستر کے

سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی اور ایک ادا سے دلکش انداز میں تراشے گئے براؤن بالوں کو انگلیوں میں پھنساتے دائیں سے بائیں کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا، جیسے یہ اس کی روزمرہ کی عادت ہو۔پیشانی کے قریب کی لیر کٹ لٹیں اس کے چہرے کو بڑے خوبصورت انداز میں گھیرے ہوئے تھیں، جو اس کے تیکھے جبڑے اور بلند گالوں کی ہڈیوں کو مزید نمایاں کر رہی تھیں؛ مناسب قد، شفاف چہرہ جن پر چمکتی کانچ سی بڑی بڑی سحر زدہ سرمئی آنکھیں جو دیکھنے والوں کو اپنے سحر میں جکڑنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔

میرال! آپ تو بزنس میں انٹرسٹڈ نہیں تھیں نا میری جان، اسی لیے منع کر رہا ہوں اور میں" مینیج کر لوں گا بیٹا، and see, I'm fit and fine my pretty girl ۔۔"انہوں نے کھڑے ہو کر دکھانا چاہا۔

" Don't you dare baba.. لیٹے رہیں and what is this girl? , call me lady, brave and beautiful lady okk"

مسنوی خفگی سے بھری آنکھیں پٹپٹاتے کہا۔

اس کی اس ادا پر تو ابراج صاحب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آتا تھا۔اسے ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا۔

"بابا! یقین جانیے میں دل سے سب سنبھالنا چاہتی ہوں، آپ فکر مت کریں، بہت جلد آپ کو پروف کر دوں گی کہ Miraal Malik is the best۔۔" ان کے پاس آتے ان کے سینے پر سر رکھتے کہا اور آخری بات مسکرا کر چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھتے شرارتی انداز میں کہی۔

" I know میرا بچہ you are best but میری جان آپ کی آرٹ گیلری کا کیا پھر؟؟" انہوں نے اس کے بال پیچھے کرتے پیار سے کہا، وہ جانتے تھے کہ اس کی آرٹ گیلری اس کا جنون ہے۔

"آپ کو بھروسہ نہیں ہے کیا اپنی ایک لوتی بیٹی پر۔۔ " Baba I'll manage شرارتی انداز میں کہا۔

"آپ پر بھروسہ تو اپنے آپ سے بھی زیادہ ہے میرے بچے، جیسا میرا بیٹا کہے گا ویسا ہی ہوگا، بس خوش؟؟؟"اس کی پیشانی چومتے کہا۔

جی بابا بہت زیادہ خوش۔۔"ان کے گلے لگتے کہا۔"

ابراج ملک، ملک کنسٹرکشن کے مالک، کم عمری میں ہی والدین کی وفات کے بعد کراچی آ گئے تھے، اپنی دن رات کی محنت سے انہوں آج ملک کنسٹرکشن کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچادیا تھا اور کامیاب بزنس مین میں ان کا شمار ہوتا تھا، اپنی بیوی جویریہ کے ساتھ شادی کے چھ سال بہت خوشحال زندگی گزار رہے تھے کہ ناجانے ہنستے بستے گھر کو کس کی نظر کھا گئی کہ میرال کی پیدائش کے دوسال بعد دوسرے بچے کی پیدائش کے دوران جویریہ ملک، اپنے بچے سمیت انہیں داغِ مفارقت دے گئیں اور اس دن سے آج تک ابراج صاحب نے اپنے جینے کی واحد وجہ میرال ملک کو بہت نازوں سے پالا ہے اور کسی قیمتی متاع کی طرح سمبھال کر رکھا ہے، اس کی ہر خواہش ہر ضد پوری کرنا ابراج ملک ایسے پوری کرتے تھے کہ جیسے یہ ان پر واجب کیا گیا ہو، مختصر یہ کہ اس پیاری سی لڑکی میں ان کی جان ہے اور اس پیاری سی مگر مغرور حسینہ کی جان بھی اپنے بابا میں ہی ہے، باپ کے آگے اس پاگل لڑکی کو کچھ نظر نہیں آتا، یہاں تک

کہ اپنا آپ بھی نہیں۔اپنے بابا کہ بعد اس کے لیے کچھ معنی رکھتا تو وہ تھی اس کی آرٹ گیلری، جہاں ایک رنگوں کی دنیا تھی اور یہ اس رنگوں کی دنیا کی شہزادی۔رنگوں سے کھیلنا اس کا جنون تھا، پڑھا اس نے بزنس تھا اپنے بابا کی خواہش پر، لیکن کرتی یہ صاحبہ پینٹنگ تھیں

۔

"What rubbish!! ابھی اور !!damnnn it ایسے کیسے نہیں جا سکتا میں ؟

اسی وقت میرے جانے کی تیاری کریں ورنہ بتا رہا ہوں ان لوگوں کی لائی گئی تباہی تو پھر شاید کنڑول میں آجائے گی پر اگر اس کو کچھ ہوا تو وہ تباہی لاؤں گا کہ جسے سنبھالنے والا نا تو اس روئے دنیا میں کبھی کوئی تھا اور نا ہو سکتا ہے۔

"Are you in your sense's? It's an order you can't violate the orders damnn it.."

اپنے غصّے پر قابو پاتے انتہائی ضبط سے کہا۔ پریشانی سے ماتھے پر بل تو اس کے بھی آ گئے تھے پر کمال مہارت سے اپنے آپ کو پُر سکون رکھا۔

"Go to hell with your orders.. وہ مر جائے گا! وہ لوگ جانور ہیں، درندے مار دیں گے اُسے!! اُسے تو یہ تک نہیں پتہ کہ وہاں ان لوگوں کو اُس پر شک ہو گیا ہے اور نا ہمارا اُس سے کوئی کانٹیکٹ ہو پا رہا ہے کہ ہم اُسے چوکنا کر سکیں۔۔" اپنی لال ہوتی آنکھوں کو بند کرتے کھولتے کہا۔

"Relax! وہ اپنا خیال خود رکھ سکتا ہے۔ یا پھر یہ کہوں کہ تمہیں اُس کی قابلیت پر شک ہے؟ سامنے بیٹھے شخص نے اسے مطمئن کرنے کی غرض سے اس کی لال انگارا ہوتی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے challenging انداز میں کہا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اِن کی بات سنتے ہی اُس نے شدتِ جذبات سے اپنے آگے رکھے پانی کے گلاس کو اٹھا کر سامنے لگی ایل ای ڈی پر مارا۔ وہ بھلا کیسے اس کی قابلیت پر شک کر سکتا تھا۔ کیسے کہہ دیا انہوں نے۔

"میں بہت اچھے سے سمجھ رہا ہوں جو آپ کر نا چاہ رہے ہیں، پر ایک بات سُن لیں میں آج شام ہی جا رہا ہوں پھر چاہے جو سمجھنا ہے شوق سے سمجھیں آپ۔۔ "I don't care

ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں اور پھر سامنے بیٹھے شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گے ورنہ تم جانتے ہو کہ آگے پھر میں کیا کروں گا۔" اسے اپنی بات سے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ اس نے کرسی سے آگے کو ہوتے دونوں ہاتھوں کو آپس میں پیوست کرتے کہا۔

"I don't damnn care ---

وہ مار دے گے اُسے، مار دے گے !! آپ کو یاد ہے نا؟ کیسے ایشان کی لاش آئی تھی، اب نہیں اب نہیں چاچو، میں تباہی لے آؤ گا میں کہہ رہا ہوں آپ کو پلیز چاچو مت روکیں آج نہیں پلیز۔۔" آخر میں وہ شاندار مرد منت سماجت پر اتر آیا تھا۔

اور اس کی اس حالت کو دیکھتے سامنے مضبوطی سے کھڑے شخص کی آنکھوں میں بھی ایک سایہ آ کے گزرا تھا پر وہ شخص کمال مہارت سے اپنے جذبات چھپانا جانتا تھا۔

کوشش جاری ہے انشاءاللہ بہت جلد اُس سے رابطہ ہو جائے گا۔ جاؤ تم جا کر اپنا حلیہ درست " کرو سب آنے والے ہیں اگلے 15 منٹ میں میٹنگ ہے۔ کم اون ! اٹھو شاباش !" آگے بڑھتے اسے کندھوں سے پکڑتے اٹھاتے کہا۔

اور ہاں ! فکر نہیں کرو یار، وہ ٹھیک ہو گا اللہ پر بھروسہ رکھو میرے شیر۔۔" اسے پیچھے سے " مخاطب کرتے پر سکون کرنا چاہا۔

پریشان تو وہ بھی بہت تھا پر وہ کمزور نہیں پڑ سکتا تھا۔ وہ ان پانچوں کی ریڑھ کی ہڈی تھا وہ کمزور نہیں پڑ سکتا تھا۔

جاری ہے.

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: